© rasailojaraid.com

سرمایہ داری، اشتراکیت اور اسلام

سید کاظم نقوی، ریڈر شعبۂ دینیات مسلم یونیورسٹی، علی گڑھ

(۱)

دنیا کا سب سے اہم مسئلہ جو ہر دماغ پر چھایا ہوا ہے دنیائے انسانیت کے لیے کسی ایسے معاشی نظام کا معین کرنا ہے جو اس کے تمام امتیازی خصوصیات کو محفوظ رکھتے ہوئے مناسب اور مفید ہو، جسے مستقل طور پر لائحۂ عمل بنالنے سے انسان کی معاشی زندگی کا ہر رُخ اجاگر ہو جائے۔ اس مسئلے کی بابت نہایت متانت سنجیدگی، اخلاص اور وسعت نظر کے ساتھ سوچنے کی ضرورت ہے۔ اس گتھی کا الجھا رہنا اور اس کے سلجھانے میں دماغوں کا مختلف سمتوں میں چلا جانا پوری انسانیت کے لیے ایک بہت بڑا خطرہ ہے۔ کون نہیں جانتا کہ قانون اور نظام پر انسانی زندگی کا دارومدار ہے۔ انسان کے سماجی وجود کی پوری عمارت قانون اور نظام کی بنیادوں پر قائم ہے۔

یہ مسئلہ انسان کے سامنے پہلی مرتبہ نہیں آیا ہے۔ اس کی جڑیں تاریخ انسانیت کے میدانوں میں دور تک پھیلی ہوئی ہیں۔ جب سے انسان نے معاشی، معاشرتی اور سماجی زندگی کے میدان میں قدم رکھا ہے اس کی تمام ذہنی توانائیاں اس مسئلے کو

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

حل کرنے میں صرف ہوتی رہی ہیں۔

مل جل زندگی بسر کرنے والے افراد کے درمیان کچھ مشترک باہمی روابط اور تعلقات کا پیدا ہونا ضروری ہے۔ ان تعلقات کی پیدائش انسان کی فطری ضروریات کو پورا کرنے کی خاطر ہوتی ہے۔ کوئی شبہ نہیں کہ ان باہمی روابط کو ایک صحیح نظام اور قانون کی احتیاج ہے۔ یہ نظام جتنا انسانی فطرت کی حقیقی خصوصیات سے سازگار ہوگا اسی کے مطابق لوگوں کے درمیان امن وامان اور خوش حالی کی فراوانی ہوگی۔

صحیح نظام معاش وتمدن کی کھوج میں انسانیت نے فکر ونظر کے بڑے لق ودق بیابانوں کی خاک چھانی ہے۔ انسان کو اس سلسلے میں لگاتار، تابڑ توڑ کوششیں کرنا پڑی ہیں۔ اس نے کامیابی اور ناکامی کے نہ جانے کتنے الٹے پلٹے کھائے ہیں۔ اس کے نتیجہ میں انسانی دماغوں کے تیار کیے ہوئے متعدد اور مختلف اقتصادی اور معاشرتی نظام ہمارے سامنے آئے ہیں۔ ان سب کا مقصد تمدنی عمارت کا نقشہ بنانا اور اس کی بنیادیں قائم کرنا ہے۔ انسان کی یہ پرخلوص کدوکاوش طرح طرح کے مصائب اور شدائد کی آماجگاہ رہی ہے۔ اگر اس کے ہونٹوں پر دل آویز مسکراہٹیں آئی ہیں تو اس کی آنکھوں میں غم انگیز آنسو بھی ڈبڈبائے ہیں۔ اگر کبھی اتفاق سے امن واطمینان اسے نصیب ہوا تو اسی کے پہلو میں بدبختی نے اپنے پرے جمائے ہیں۔

ان طولانی اور طاقت فرسا مصیبتوں اور بدبختیوں کا سبب صرف اور صرف ایک تھا۔ وہ یہ کہ انسان اپنے محدود علم واطلاع کی وجہ سے اپنی تمام فطری خصوصیات کا لحاظ کرتے ہوئے کوئی مکمل نظام زندگی نہیں مرتب کرسکا۔ اس نے منزل تک پہونچنے کے لیے جتنے خطوط کھینچے وہ سب صحیح نقطہ سے ہٹے ہوئے تھے۔ دنیا نہیں مانتی نہ مانے انکار کردینے سے حقیقتیں نہیں بدل سکتیں۔ واقعہ یہی ہے کہ اگر کسی ہدایت کے سورج کی تنویر کبھی کبھی اس درخت انسان تک نہ پہونچتی رہتیں تو وہ ہمیشہ تاریکیوں کی

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

طوفانی موجوں میں ہاتھ پیر مارتا رہتا۔

ہم اس وقت یہ نہیں چاہتے کہ معاشرتی اور اقتصادی میدانوں میں انسان کی مسلسل دوا دوش کو پیش کریں۔ غم نصیب اور ستم رسیدہ انسانیت کی تاریخ لکھنا اور یہ بتانا مقصود نہیں ہے کہ وہ سالہا سال کن ہولناک فضاؤں میں سرگرداں رہی۔ ہمیں فی الحال ان نظریات کا جائزہ لینا ہے جو ایک سماجی اور اقتصادی نظام کے طور پر اس وقت انسان کے سامنے ہیں، ایسے سماجی اور اقتصادی نظام جو اس کے طولانی اور گہرے سوچ بچار کا نتیجہ ہیں۔ اس نے سیکڑوں سمتوں اور جہتوں کی خاک چھانی، طاقت فرسا کاوشیں اور جانفشانیاں کیں۔ مصائب و آلام کے سر بفلک پہاڑوں سے ٹکر لی۔ اس عظیم دوا دوش کے بعد کیا خیر و سلامتی، فلاح و بہبودی، امن و آشتی اسی میں ہے کہ ان موجودہ نظریات کو ساحل مراد سمجھ کر اپنے سفینۂ جد و جہد کا لنگر ڈال دیا جائے؟ کسی قسم کی مزید کوشش نہ کی جائے؟ اطمینان اور پورے اطمینان سے ہاتھ پر ہاتھ دھر کے بیٹھ جایا جائے یا اب بھی کوشش کو جاری رہنا چاہیئے؟

یہ وہ اہم سوال ہے جو اپنے جواب کا پوری شدت سے مطالبہ کر رہا ہے۔ اس وقت ہمارے سامنے چار قسم کے اقتصادی اور معاشرتی نظام ہیں۔ ان میں سے پہلے تین عقل انسانی کے ساختہ پرداختہ، اس کی دماغی کاوشوں کا نتیجہ ہیں۔ آخری چوتھا نظام مسلمانوں کے عقیدے کے مطابق عقل انسانی کے خالق کا بنایا ہوا ہے۔ انہی چاروں نظریات کی طرف عام ذہنیت مڑی ہوئی ہے۔ یہی علمی اور سیاسی مختلف رنگوں میں باہم مصروف پیکار رہیں۔ قدم قدم پر ان کے درمیان طرح طرح کے اختلافات چھڑے ہوئے ہیں۔

(۱) نظام سرمایہ داری

(۲) نظام اشتراکی

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

(۳) نظام مارکسی

(۴) نظام اسلامی

عملی طور پر مذکورۂ بالا نظاموں میں سے صرف دو نظاموں کو تسلط حاصل ہے۔ دنیا کے ایک بڑے حصہ میں نظام سرمایہ داری پر حکومت کی بنیاد ہے اور دوسرے بڑے حصہ میں نظام اشتراکی راجدھانی ہے۔ ان دونوں نظاموں کا سیاسی توازن بڑا نازک اور اہم ہے۔ اسی نزاکت اور اہمیت میں ان کی بقا کا راز مضمر ہے۔ ان میں سے ہر ایک سارے عالم کی سیاسی قیادت کے لیے کوشاں اور اس بات کا متمنی ہے کہ دنیا میں یکساں معاشرتی نظام رائج ہو جائے۔ نظام مارکسی اور نظام اسلامی کا اس وقت مکمل طور سے دنیا کے کسی حصے پر عملی تسلط حاصل نہیں ہے۔ ان کا وجود فکر اور تصور کی حدوں سے باہر نہیں نکل سکا ہے۔ بے شک گزشتہ دور میں دنیا کو اسلامی نظام کا ایک نہایت کامیاب تجربہ ہوا مگر افسوس اس کی عمر بہت مختصر تھی۔ مسلمانوں کی قیادت اپنے صحیح مرکز سے ہٹ کر ایسے لوگوں کے پاس پہونچ گئی جن کے دلوں میں اسلام کا پودا اچھی طرح جما نہ تھا۔ اصول اسلامی کے اصلی خدوخال سے وہ بالکل ناواقف تھے۔ اس غلط قیادت کا نتیجہ یہ ہوا کہ نظام اسلامی اس ابتدائی مختصر مظاہرے کے بعد پھر بروئے کار نہ آسکا۔ اس کا وجود فلاسفہ کے ذہنوں میں فکر اور مسلمانوں کے دلوں میں عقیدہ بن کر رہ گیا۔ اب وہ ایک خوبصورت آرزو ہے جس کے برلانے کی کوششیں ہو رہی ہیں۔ رہ گیا مارکسی نظام اس کا مکمل تجربہ اب تک نہیں ہو سکا ہے۔ وہ محض ایک فلسفی نظریے کی شان رکھتا ہے۔ کمیونزم کے حامی اب تک اس کوشش میں مصروف رہے ہیں کہ اس کے اجرا کے لیے زمین ہموار اور فضا تیار کریں۔ یہ واقعہ ہے کہ عنانِ حکومت اور زمامِ اقتدار ہاتھ میں آنے کے بعد وہ قانون مارکسیت کو سو فیصدی نافذ نہیں کر سکے۔ انھوں نے اپنی حکومت کا دستور نظام اشتراکی قرار دیا ہے۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

ہاں اس کے ساتھ وہ یہ برابر اعلان کرتے رہے ہیں کہ اشتراکیت مارکسیت تک پہونچنے کا زینہ ہے۔

سوچنے کے قابل بات یہ ہے کہ ان نظاموں کے درمیان اسلامی نظام کا درجہ کیا ہے ؟

وہ صحیح مقصد کیا ہے جس کے ساحل تک ہمیں اپنی کشتی کھیکر پہونچانا ہے ؟

۱۔ نظام سرمایہ داری

یہ بالکل غلط خیال ہے کہ اس نظام میں نری خرابیاں ہی خرابیاں ہیں۔ اس نے اقتصادی، سیاسی، علمی اور فکری شعبوں میں بہت سی اصلاحیں کی ہیں۔ کسی نظام سے بنیادی اختلاف کے یہ معنی نہیں ہیں کہ اس کی اچھائی کا اقرار نہ کیا جائے۔

نظام سرمایہ داری میں فرد اور اس کے شخصی فائدے کو مقصود اصلی قرار دیا گیا ہے۔ اس کا عقیدہ ہے کہ قوم کے مفاد کی عمارت مفاد اشخاص کی بنیاد پر بلند ہوتی ہے۔ زندگی کے ہر شعبے میں شخصی مفاد کے تحفظ پر جماعتی مفاد کے تحفظ کا دارو مدار ہے۔ وہاں ہمیشہ حکومت کے پیش نظر افراد کا مفاد رہتا ہے۔ قوم انہی افراد کا مجموعہ ہے، لہٰذا سرمایہ داری انہی اشخاص کے منافع کی اجتماعی کیفیت کا نام ہے۔ قوم کی خوش حالی انہی افراد کی فارغ البالی کا دوسرا روپ ہے۔ نظام سرمایہ داری نے اپنی اسی فرد پرستی کی بنا پر ہر شخص کو چار قسم کی آزادی دی ہے۔

سیاسی[۱] آزادی، اقتصادی[۲] آزادی، مذہبی[۳] آزادی، علمی[۴] اور فکری آزادی۔

یوں سمجھنا چاہیئے کہ نظام سرمایہ داری انہی چار آزادیوں کو کہتے ہیں۔

سیاسی آزادی کا مطلب یہ ہے کہ ہر شخص کو رائے دینے کا حق ہے، اس کی بات سنی جائے گی۔ اس کی رائے کا احترام کیا جائے گا۔ زندگی کے ہر شعبہ کے لیے قوانین بنانا، ان کے جاری اور نافذ کرنے والے طبقہ کا انتخاب کرنا لوگوں کے ہاتھ میں ہے۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

اس کی وجہ یہ ہے کہ ہر معاشرتی نظام اور اس کی چلانے والی مشینری کا تعلق براہ راست افراد ملک سے ہوتا ہے۔ تمام قوانین انہی پر لاگو ہوتے ہیں۔ طبقہ حاکم سے انہی کو نباہ کرنا پڑتا ہے۔ قوانین کے نقص اور حکام کی نالائقی کا اثر چونکہ ملک کے باشندوں پر پڑتا ہے لہٰذا ان کی رائے کو اہمیت دینا ضروری ہے۔ ان کی مستقل بدبختی اور خوش قسمتی کا تعلق انہی قوانین اور حکام سے ہے۔ قوم کی حیات اور موت انہی دونوں سے وابستہ ہے۔ قانون سازی اور حکام کے انتخاب کو کسی خاص فرد اور معین جماعت کے سپرد نہیں کیا جا سکتا۔ تمام اہل ملک کو سیاسی حقوق میں برابر ہونا چاہیے۔ رائے دہندگی اور حق انتخاب کی بنیاد اسی نظریہ پر ہے۔ قوانین بنانے اور حکام معین کرنے کا مرحلہ باشندگان ملک کی اکثریت سے طے پائے گا۔

اقتصادی آزادی کا مفہوم یہ ہے کہ ملک کے ہر فرد کے سامنے ہر قسم کے کاروبار کے دروازے کھلے ہوئے ہیں بلکہ حکومت خود اس بارے میں ہر مدد کے لیے تیار ہے۔ نظام سرمایہ داری نے ہر طرح کی چیزوں کے کھپانے اور فراہم کرنے کا مکمل حق باشندگان ملک کے سپرد کر دیا ہے۔ اس غیر محدود اقتصادی آزادی نے دنیا میں سرمایہ کو جنم دیا ہے۔ ہر شخص اپنے خصوصی فائدوں کی روشنی میں آزاد ہے کہ جتنی دولت چاہے اکٹھا کر لے۔ اس کے لئے جو راستہ مناسب ہو اختیار کرے۔ قانون کہیں پر بھی سدراہ نہیں ہے۔

سوال پیدا ہوتا ہے کہ جب ہر شخص کے پیش نظر صرف اپنا انفرادی فائدہ ہوگا اور دوسرے کے مفاد سے بالکل آنکھیں بند ہوں گی تو تجارتی معاہدات اور دوسرے معاملات میں انصاف، باہمی اعتماد اور دیانتداری کی ضمانت کیا ہے؟

اس کے جواب میں نظام سرمایہ داری کے حامیوں کا کہنا ہے کہ تفوق طلبی اور دوسروں سے بڑھنے کا جذبہ انسان میں فطری طور پر موجود ہے۔ اس کے پیدا کرنے

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

کی ضرورت نہیں ہے۔ ہم نے قانوناً ملک کے تمام باشندوں کو کاروباری حقوق میں مساوی قرار دیا ہے۔ ہر شخص کو ہماری طرف سے اقتصادی آزادی حاصل ہے۔ ایسی صورت میں ایک دوسرے پر فوقیت لے جانے کی بس یہی تدبیر ہے کہ لوگوں کی نظر میں زیادہ سے زیادہ اپنے کو دیانتدار ثابت کیا جائے تاکہ وہ دوسروں کی بہ نسبت اس پر زیادہ بھروسہ کریں۔ یہی مقابلے اور فوقیت کا جذبہ کارخانوں اور فیکٹریوں کے مالکوں کو مجبور کرتا ہے کہ وہ بہتر سے بہتر چیزیں تیار کریں۔ یہی جذبہ اشیا کی قیمتوں کو بھی محدود اور معتدل رکھتا، کارخانے کے مزدوروں اور دوسرے عملہ کی اجرتوں میں ظلم اور زیادتی سے بچاتا ہے۔ ہر دوکاندار اور کارخانہ دار ڈرتا ہے کہ اگر ہم نے چیزوں کی قیمت بڑھادی اور مزدوری کی اجرت کم کردی تو ہم بدنام ہوکر پیچھے رہ جائیں گے اور ہمارے دوسرے ہم پیشہ آگے بڑھ جائیں گے۔ اس کے علاوہ اشیاء کی قیمت کے اعتدال اور توازن کے لیے کسی مزید غور و فکر کی ضرورت نہیں ہے۔ اقتصادیات کے فطری اصول اس کا بندوبست کرلیں گے۔ یہ طبعی اور فطری اصول ہے کہ قیمت کے چڑھنے سے مانگ کم ہوجاتی اور مانگ کے کم ہوجانے کی شکل میں قیمت گرجاتی ہے۔ اس فطری اصول کا نتیجہ صاف ہے کہ جب بھی اشیا کی قیمت اپنے معتدل، صحیح حدود سے آگے بڑھے گی تو عموماً لوگ ان چیزوں کا خریدنا چھوڑدیں گے۔ ادھر ان اشیا کی مانگ کم ہوگی فوراً ان کی قیمتیں دوبارہ اپنی معتدل، فطری منزل پہ پلٹ آئیں گی۔

مذہبی اور ذہنی آزادی کے الفاظ اگرچہ الگ الگ ہیں ورنہ مذہبی آزادی اسی ذہنی آزادی کی ایک شاخ ہے۔ ان دونوں کے معنی بالکل صاف ہیں، یعنی ہر شخص اپنے عقائد اور افکار کے بارے میں آزاد ہے۔ جس مسئلے کی بابت چاہے سوچے اور جس نظریے کو پسند کرے اپنا عقیدہ قرار دے۔ قانون کی طرف سے کوئی پابندی نہیں ہے۔ وہ کسی شخص سے اس کے خیال اور عقیدے کی آزادی کو چھینتا نہیں ہے۔ تمام

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

باشندگان ملک کو حکومت اس بات کی اجازت دیتی ہے کہ وہ اپنے اعتقادات کی تبلیغ کریں۔ ان عقائد پر جو اعتراضات کیے جائیں پوری طاقت سے ان کا جواب دیں۔

نظام سرمایہ داری کی اس تشریح اور تفصیل سے یہ بات پورے طور پر ظاہر ہوگئی کہ اس کے نزدیک قوم کا مفاد افراد اور اشخاص کے مفاد سے وابستہ ہے۔ سماجی نظام کی دیواریں بلند کرنے میں لوگوں کے شخصی مفاد کو بنیادی حیثیت حاصل ہونی چاہئے۔ صحت مند اور فائدہ بخش حکومت وہ ہے جو افراد قوم کی خدمت اور ان کے مفادات کی حفاظت کرے۔

نظام سرمایہ داری کی یہی وہ بنیادی اینٹیں ہیں جن کے لیے بڑی بڑی خونریز بغاوتیں ہوئیں۔ نہ جانے کتنی قوموں نے اس راہ میں قابل قدر جہاد کیے۔ ان بغاوتوں کے گروہوں کے سربراہوں کا کہنا تھا کہ ہم ایک ایسے نظام کو بروئے کار لانے کی کوشش کر رہے ہیں جس کی گود میں بہشت کی خوش حالی اور فارغ البالی مسکراتی ہے۔ وہ نظام اپنے دامن میں اطمینان اور امن و امان کا سایہ لیے ہوئے ہے۔ اس میں فقر و فاقہ اور افلاس و غربت کا نام و نشان تک نہیں ہے۔

(باقی آیندہ)

© rasailojaraid.com